(مرثیہ احوال شہادت جناب علی اکبر)

ے یارب مجھے گفتار غم اندوز عطا کر

شاد عظیم آبادی

۲۰ر مئی ۱۹۱۴ء

(۱)

یارب مجھے گفتار غم اندوز عطا کر — سینے کو مرے آہ جگر سوز عطا کر
نغموں کو تجلائے شب افروز عطا کر — خامہ کو مرے ناوک دل دوز عطا کر
ہر مصرع، تر خنجر خونخوار لئے ہو
ہر بیت چمکتی ہوئی تلوار لئے ہو

(۲)

اے کوچۂ اسرار تری راہ کدھر ہے — ہمسایہ مردان حق آگاہ کدھر ہے
پیران طریقت کی گذرگاہ کدھر ہے — اے بانگِ جرس منزل دل خواہ کدھر ہے
اے خضر طریقت مری ہمت کو بڑھا دے
اے ہادی برحق مجھے رستہ پہ لگا دے

(۳)

اے خامۂ مشکیں رقم، انداز بدل دے — اسلوب بیان فکر فلک ساز بدل دے
طرز کہن، اے طبع خدا ساز بدل دے — اے مشق جو اگلے ہیں وہ پرواز بدل دے
اے طبع مجھے معنی روشن سے ملا دے
آنکھوں میں بصارت ہو وہ بے مثل جلا دے

www.emarsiya.com

(۴)

ان باتوں کے اظہار سے نکلے گا نہ اب کام — جن باتوں کو سُنتے چلے آئے سحر و شام
اب طالب تحقیق ہیں، سب خاص ہوں یا عام — اس راہ سے واقف نہ ہوں جب تک دھرے گام
سمجھیں گے کبھی دقر نہ اہل نظر اس کا
عامی پہ بھی پائندہ نہ ہوگا اثر اس کا

(۵)

قائم ہو سمجھ بوجھ کے صغرا ہو کہ کبرا — ہر ایسے نتیجہ کا ہے معقول نتیجہ
ہر لفظ سے معنیٰ مترشح ہوں سراپا — گھبرا کے نہ کھینچے فقط الفاظ کا خاکہ
باطن کے منافی نہ رہے ظاہر تقریر
پیرو رہے تمہید کا تا آخر تقریر

(۶)

خاطر میں ہو کچھ اور زباں سے کہے کچھ اور — اس عیب کو تا وسع کرے ترک بہر طور
اگلا یہ زمانہ نہیں، تحقیق کا ہے دور — اب اس کو ادا فہم سمجھ لیتے ہیں فی الفور
تنگی خیالات سے حیراں نہ بنائے
اُلجھی ہوئی باتوں سے پریشاں نہ بنائے

(۷)

آنکھیں نہیں جن کو، وہ ثنا خواں ہوئے تو کیا — جو خود متحیر ہیں، وہ حیراں ہوئے تو کیا
جہاں میں ہم پایہ سبحاں ہوئے تو کیا — ایسوں میں اگر مدح کے شایاں ہوئے تو کیا
ذی علم ثنا خواں ہوں بہ رغبت اسے مانیں
تب لطف ہے جب اہل بصیرت انہیں مانیں

(۸)

صلوات ہے کیا شئے، مثلاً اس کا سبب کیا — اس فعل کا کیا نفع ہے، یہ فعل ہے کیسا
کیوں اس میں ثواب اتنے ہیں کیا اس کا نتیجہ — لازم ہے کہ یوں حسن کرے اس کا ہویدا
اخلاق کی تعلیم ہے اور حق طلبی ہے
یہ کلمۂ شکرانۂ احسان نبی ہے

www.emarsiya.com

(۹)

واجب ہے کہ محسن کا نہ بھولے کبھی احساں — جو اس پہ عمل ہو وہ ہے باشرف انساں
احساں جو پیمبر نے کئے کس سے ہے پنہاں — تازہ رہے یاد اس کی یہ ہے معنی ایماں
اس لفظ کو تم شکر کا اظہار سمجھ لو
صلواۃ کو احسان کا اقرار سمجھ لو

(۱۰)

اس ایک پہ کیا حصر ہزاروں ہیں مسائل — دیندار کریں سُن کے جنہیں کسب فضائل
سوچا کرے تا وسع ہر اک بات کا حاصل — تا قوم کے افراد ہوں اخلاق میں کامل
ہر طرح سے ان کے سراپا کو سنوارے
دنیا میں مددگار ہو، عقبیٰ کو سنوارے

(۱۱)

دلوائیں کبھی کسب فضائل پہ نہ رغبت — قصے بھی کہیں وہ کہ نہ نکلے کوئی عبرت
طرز سخن ایسا ہو کہ گھٹتی رہے ہمت — افعال ائمہ نہ بیاں ہو کسی حالت
اس طرح کی تقریر پہ پھولو نہ کبھی تم
دھوکا ہے خدا کے لئے بھولو نہ کبھی تم

(۱۲)

جو قوم کی تعلیم کی باتیں نہ کہے صاف — گر غور سے دیکھو تو وہ کرتا نہیں انصاف
ناصح کے سخن سے کبھی چڑھتے نہیں اشراف — اتنا تو رہے دھیان کہ ہم کس کے ہیں اخلاف
سادات کو ناز اپنی سیادت پہ بڑا ہے
سُن لیں کہ نہیں ایسوں سے پرسش بھی سوا ہے

(۱۳)

معلوم ہے سب کو کہ فن نظم ہے مشکل — رستہ ہی یہ ایسا ہے کہ ڈگ جاتے ہیں کامل
ڈرتے ہیں کہ اس عمر میں کھوٹی نہ ہو منزل — پیری کا سفر اور یہ دشوار مراحل
دشوار بہت ہے سفر سخت ہمارا
طے جلد اگر ہو تو خوشا بخت ہمارا

www.emarsiya.com

(۱۴)

اے طبع رسا ہاتھ پکڑ آ کے ہمارا ڈگ جائے کہیں پاؤں نہ تھرا کے ہمارا
ہو خشک یہ گلزار نہ مُرجھا کے ہمارا دل سینے میں گھٹ جائے نہ گھبرا کے ہمارا
منظور کسی کی مجھے تردید نہیں ہے
یہ خاص روش اپنی ہی تقلید نہیں ہے

(۱۵)

ہر چند یہ فن کذب بیانی میں ہے بدنام ہو مرثیہ گوئی میں، تو قائل پہ ہے الزام
رکھوں نہ احادیث صحیحہ سے اگر کام واقف ہوں جو مجہول روایت کا ہے انجام
اے صدق بیانی مجھے اس فن میں مدد دے
اے طبع رسا تو مرے دعوؤں کی سند دے

(۱۶)

دل کھول کے اب روئیں محبان خوش اقبال کرتا ہوں بیاں سید مظلوم کا احوال
وہ روح بھی، جان نبی فاطمہ کا لال جس بے کس و بے پر کی ہوئی لاش بھی پامال
پانی نہ ملا تین دن اس تشنہ دہن کو
مرنے پہ بھی محتاج رہا گور و کفن کو

(۱۷)

وہ جیٹھ کی گرمی وہ کڑی دھوپ وہ میداں خیموں کا وہ تپنا کہ پھنکا جاتا تھا انساں
وہ لوں وہ حرارت کہ جگر ہوتے تھے بریاں سایہ بھی درختوں کے تلے ہوتا تھا پنہاں
عالم تھا یہ لُوں کا کہ پھرے پھرتے تھے گھوڑے
دو چار قدم چل کے گرے پڑتے تھے گھوڑے

(۱۸)

گرمی تھی وہ اس روز کہ اللہ عظمت اللہ خورشید جہاں گرد بھی بھولا ہوا تھا راہ
رستے متوحش، تو بلا خیز گذرگاہ پتوں میں چھپے بیٹھے تھے سایہ کے جو خواہ
غنچے بھی نہ منہ کرتے تھے کاشانے سے باہر
بلبل بھی نکلتی نہ تھی خس خانے سے باہر

www.emarsiya.com

(۱۹)

کچھ کام نہ کرتی تھی نظر دھوپ کے مارے　　آنکھوں میں چمک اُٹھتے تھے رہ رہ کے ستارے
پوشیدہ تھے کثرت سے پرندوں کے کچھارے　　سب مُردہ صفت بیٹھے تھے دریا کے کنارے
پانی پہ دم ارباب جہاں دینے لگے تھے
کھولے ہوئے دریا بھی دھواں دینے لگے تھے

(۲۰)

تھی گردِ خیام شہ دیں آگ جو روشن　　گوشہ تھا ہر اک شعلہ فشاں صورت گلخن
پیالوں کو میسر تھی کوئی آڑ نہ دامن　　لگ جاتا تھا شعلہ جو ہوا چلتی تھی سن سن
پانی کا جو کھانے کی طرح کال ہوا تھا
تو تسے ہوئے بچوں کا عجب حال ہوا تھا

(۲۱)

سینوں میں تڑپتے تھے جو دل صورت بسمل　　تالو سے زباں چھٹتی تھی پیاسوں کی بہ مشکل
افراط حرارت سے یہ طاقت ہوئی زائل　　دو گام تھا ان کے لئے چلنا کئی منزل
بے چین تھے بے آس تھے گھبرائے ہوئے تھے
غنچوں کی طرح دھوپ میں کمہلائے ہوئے تھے

(۲۲)

تھا فوج یزیدی کا ہر اک شخص جفا کار　　تھی دور تلک بھیڑ، دھنسے پڑتے تھے اشرار
چمکاتے تھے بچوں کی طرف دیکھ کے تلوار　　مجمع کہیں پیدل کا، کہیں جمع تھے اسوار
اک غل تھا کہ اللہ و نبی سے نہ ڈریں گے
بیعت نہ کروگے تو تمہیں قتل کریں گے

(۲۳)

تھا وقف دو دام، ادھر نہر کا پانی　　بدتر تھی یہاں موت سے بھی تشنہ دہانی
دریا پہ گرے پڑتے تھے وہ ظلم کے بانی　　اللہ رے ایذا دہی و ظلم رسانی
کیا ضد تھی کہ ایک ایک لعیں اس طرف آکر
پانی کو گرا دیتا تھا بچوں کو دکھا کر

www.emarsiya.com

(۲۴)

خیمہ میں عجب طرح کی برپا تھی قیامت — تھی گریہ اطفال سے ماؤں پہ قیامت
بچوں کو تسلی کوئی کرتی تھی بہ منت — دیتی تھی دلاسے کوئی بی بی بصد الفت
مضطر تھا ہر اک پیاس کی شدت نہ تھی کس کو
سمجھاتی تھی زینب کبھی اس کو کبھی اس کو

(۲۵)

حقا کہ ابھی دودھ نہ چھوٹا تھا، وہ اطفال — پورے ابھی گذرے تھے جن بچوں پہ دو سال
تھے زرد وہ سب برگ خزاں دیدہ کی تمثال — منھ کھولے تھے بند آنکھیں تھیں گرمی سے یہ تھا حال
آفت کی جو تھی پیاس تو سب کانپ رہے تھے
رونے کی بھلا تاب کہاں ہانپ رہے تھے

(۲۶)

فی الجملہ جوان بچوں سے تھے عمر میں افزوں — کرتے تھے بہت ضبط پہ حالت تھی دگرگوں
تھی سب سے سکینہ عجب افسردہ و محزوں — کہتی تھی بہ حسرت مرا دل پیاس سے ہے خوں
لو دیتی ہوں اماں تمہیں سوگند علی میں
دو گھونٹ پلا دو نہیں دنیا سے چلی میں

(۲۷)

منھ چوم کے ماں دیتی تھی اس طرح دلاسے — دو روز سے دیکھو علی اصغر بھی ہیں پیاسے
بی بی طلب آب کرو اپنے خدا سے — خوش ہوتا ہے اللہ بھی بچوں کی دعا سے
ہیں آل نبی پانی کے محتاج سکینہ
ماں صدقے یہ سختی ہے فقط آج سکینہ

(۲۸)

وہ کہتی ہے عمو کو تو بلواؤ میں قرباں — تم کہہ کے تو دیکھو وہ کریں گے کوئی ساماں
ماں کہتی ہے ممکن نہیں سامان میری جاں — ہیں گھاٹ کو روکے ہوئے کل سے یہ بدایماں
اس پیاس کی سختی میں گرفتار ہیں وہ بھی
یہ وقت کچھ ایسا ہے کہ ناچار ہیں وہ بھی

www.emarsiya.com

(۲۹)

گرمی کے وہ دن اس پہ کئی روز سے تھی پیاس — منھ تکتے تھے حضرت کا کچھ اطفال کھڑے پاس
پانی کے بہم ہونے سے ہر طرح تھے بے آس — اس پر بھی نہ لاتے تھے زباں پر سخن یاس
تھی حد سے سوا پیاس مگر ٹالے ہوئے تھے
کیونکر نہ ہو کن گودیوں کے پالے ہوئے تھے

(۳۰)

سمجھا کے ہر اک کو شہ دیں آئے جو باہر — حاضر ہوئے سر دینے کو سب مونس و یاور
آراستہ جب ہو گیا چھوٹا سا وہ لشکر — مرنے پہ مہیا ہوئے دل سے وہ دلاور
چہرے جو کڑی دھوپ سے کملائے ہوئے تھے
زلفوں کی طرح آپ بھی بل کھائے ہوئے تھے

(۳۱)

سمجھا کے تھکے آپ پہ کب سنتے تھے غدار — ہونے لگی باراں کی طرح تیروں کی بوچھار
لڑ بھڑ کے گئے خلد میں سب مونس و غم خوار — یاں تک کہ عزیز آپ سے رخصت ہوئے ناچار
خواہر کے پسر بھائی کے دلبر بھی سدھارے
جنت میں علم دار دلاور بھی سدھارے

(۳۲)

جب قتل ہوئے حضرت عباس علم دار — تصویر غم و درد ہوئے سید ابرار
ظاہر ہے کہ یہ غم تھا بہت آپ پہ دشوار — منھ سرخ تھا خاموش تھے ٹیکے ہوئے تلوار
شدت سے پسینے کی زرہ جسم میں تر تھی
اعدا پہ کبھی اور کبھی خیمہ پہ نظر تھی

(۳۳)

یاد آتی ہے ہر مرتبہ بھائی کی جو صورت — اللہ غنی، رخ کی بدل جاتی ہے رنگت
ہوتی ہے عوض لینے پہ مائل جو طبیعت — وہ چند بڑھی جاتی ہے چہرہ کی جلالت
حیرت سے کبھی چرخ جفا کار کو دیکھا
دریا کو کبھی اور کبھی تلوار کو دیکھا

www.emarsiya.com

(۳۴)

قبلہ کی طرف آپ نے ہاتھوں کو بڑھایا　　آہستہ یہ کی عرض کہ اے بار خدایا
اس قوم جفا جو نے بہت مجھ کو ستایا　　صد حیف کہ بھائی کو مرے مجھ سے چھڑایا
تو صبر عطا کر مجھے اس درد و الم میں
دل ہے کہ دھا جاتا ہے عباس کے غم میں

(۳۵)

اس ملک کو عباس ہوئے آہ روانہ　　ممکن نہیں جس ملک سے پھر کر کبھی آنا
ہر فرد و بشر کو ہے مقرر وہیں جانا　　کچھ دیر نہیں ختم ہے اپنا بھی زمانہ
اس درد کا یارب کوئی چارہ نہیں ہوتا
اتنا بھی پس و پیش گوارہ نہیں ہوتا

(۳۶)

تنہائی پہ اپنی مجھے اتنی ہے عبث یاس　　اکبر تو ہے موجود جو باقی نہیں عباس
بے وجہ مجھے رنج ہے بے کار یہ وسواس　　جب تجھ سا معاون ہے تو پھر کیوں رہوں بے آس
یہ بات تسلی کے لئے کم نہیں مجھ کو
تو سر پہ ہے موجود تو کچھ غم نہیں مجھ کو

(۳۷)

مضطر بہت اس رنج میں ہے زوجۂ عباس　　گھر لٹ گیا، پردیس میں شوہر سے ہوئی یاس
بچے ابھی کم عمر ہیں، کیونکر نہ ہو بے آس　　کیا کہہ کے دلاسا اسے دوں جاؤں اگر پاس
ہے درد رسیدہ اسے راضی بہ رضا کر
والی مرے تو صبر غریبوں کو عطا کر

(۳۸)

مجھ کو تو بہر کیف اسی روز ہے مرنا　　دریائے تعلق سے بہر طور گذرنا
سب ہاتھ میں تیرے ہے بگڑنا کہ سنورنا　　جو تیری مشیت میں ہے، تجھ کو وہی کرنا
ہونے کو تو ہوگی وہی جو تیری رضا ہے
کرتا ہوں دعا میں کہ مرا کام دعا ہے

www.emarsiya.com

(۳۹)

میں اور یہ دُکھ درد کہ بے بخت خوشا حال　　تیرا ہی تفضل ہے یہ اے ایزدِ متعال
حقا کہ نقطِ دینِ محمدؐ کا ہے اقبال　　راضی ہوں بہرکیف کریں قتل یہ جہال
الحق کہ یہ غم مژدۂ جاوید ہے یارب
اس طرح کا مرنا تو مری عید ہے یارب

(۴۰)

میری یہ حقیقت تھی کہ وعدہ کو نبا ہوں　　اللہ، غنی داخلِ خیلِ شہدا ہوں
ظاہر میں اگر صدمہ کشِ دردِ بلا ہوں　　باطن میں تو میں موردِ صد فضل و عطا ہوں
یہ حد کی نوازش ہے کہ تو میری طرف ہے
میں کیا ہوں یہ سب دینِ محمدؐ کا شرف ہے

(۴۱)

جب تک نہ پھنسے رنج و غم و درد میں انساں　　احوال نہیں صبر کا کھلتا کسی عنواں
ہر چند کہ خوشبو ہے بہت عود میں پنہاں　　جب تک نہ جلے آگ میں کیونکر ہو نمایاں
میں نابلد اس راہ سے تھا تو نے دکھا دی
صد شکر کہ خوشبو مری دنیا کو سنگھا دی

(۴۲)

سچ ہے کہ بُرا ہوتا ہے اولاد کا مارا　　یہ دکھ مرے ماں باپ کو ہوتا نہ گوارا
لیکن تری جانب سے جو تھا اس کا اشارا　　ان سے بھی بجز صبر نہ ہوتا کوئی چارا
کیا دل سے غم و درد و الم دور نہ ہوتے
کیا تیری عنایت سے وہ مسرور نہ ہوتے

(۴۳)

مقتول مرے ہاتھ سے ہوں یہ ستم آرا　　تو خوب ہے واقف کہ نہیں مجھ کو گوارا
کیا کیجئے بنتا نہیں لیکن کوئی چارا　　سمجھے ہیں خموشی کو شقی جبن ہمارا
لازم ہے کہ مظلومی و غربت بھی دکھا دوں
جب صبر دکھایا تو شجاعت بھی دکھا دوں

www.emarsiya.com

(۴۴)

احباب کے چھٹنے کا الگ دل کو ہے ماتم　　صدمہ ہے عزیزوں کے بچھڑ جانے کا ہر دم
بیوؤں کا جدا دھیان ہے بچوں کا الگ غم　　تو چاہے تو دل غیظ و غضب سے نہ ہو برہم
جتنے الم و درد ہیں، سب جی سے بھلا دوں
کچھ لڑکے گلا تیغ تلے　　اپنا جھکا دوں

(۴۵)

کو سید سجاد مرض میں ہے گرفتار　　صد شکر کہ زندہ ابھی اکبر سا ہے دلدار
کچھ کم نہیں نعمت پہ تری اے مرے غفار　　اکبر تو ہے بیوؤں کا ہوا خواہ و مددگار
بہتر ہے وہی امر تری جس میں رضا ہو
تو والی و وارث ہے تردد مجھے کیا ہو

(۴۶)

ہو جائے گا مذبوحِ ستم جب کہ یہ فانی　　دھنس آئیں گے خیمہ میں مرے ظلم کے بانی
تازہ ہے ابھی اکبرِ مہ رو کی جوانی　　یارب کہیں یہ غم نہ کرے اس پہ گرانی
غالب رہے یوں صبر، غم و رنج و تعب پر
جس طرح سے سبقت تری رحمت کو غضب پر

(۴۷)

ہر چند نہ تھا تیغ پکڑنا مجھے منظور　　کیا کیجئے عاجز کئے دیتے ہیں یہ مقہور
اس جنگ میں تو غیظ و غضب سے مجھے رکھ دور　　اتنا ہی لڑوں ان سے جہاں تک کہ ہوں معمور
ڈر ہے کہ تجاوز نہ کروں صف شکنی میں
غصہ کہیں آجائے نہ اس تیغ زنی میں

(۴۸)

سن کر یہ سخن باپ کا صدمہ ہوا جاں کاہ　　کی اکبرِ گل فام نے کس درد سے اک آہ
بولا یہ قدم چوم کے اے سیدِ ذی جاہ　　کس وقت سے خواہانِ شہادت ہے ہوا خواہ
وہ زیست ہے کیا دل کو جب آرام نہ آئے
خاک اس مرے جینے پہ کہ ہم کام نہ آئے

www.emarsiya.com

(۴۹)

زندہ رہے بعد از شہ والا علی اکبر — مولا یہ سخن دل کو ہے نشتر سے فزوں تر
حضرت کو کریں قتل مرے آگے ستم گر — یہ بات دکھانا نہ مجھے اے مرے داور

ہر چند مقدر میں ہے کیا، زور الٰہی
اس دن کو یہ آنکھیں ہوں مری گور الٰہی

(۵۰)

یہ کہہ کے گرا پاؤں پہ وہ گیسوؤں والا — کی عرض رضا دیجئے اے سید والا
حضرت کا بھی اس وقت ہوا دل تہہ و بالا — کس پیار سے جھک کر علی اکبر کو سنبھالا

اس لال سے اُلفت شہِ بے کس کو سوا تھی
رو کا تھا جو گریہ، تو گلوگیر صدا تھی

(۵۱)

رُک رُک کے یہ فرزند سے کرنے لگے گفتار — اے لال یہی مرحلہ صعب ہے دشوار
پیارے نہیں تم باپ کی اُلفت سے خبردار — ٹھہرو کہ سنبھل لے مرے پہلو میں دل زار

ہجر پسر ماہ لقا روح گسل ہے
بیٹا کوئی پتھر نہیں پھر باپ کا دل ہے

(۵۲)

ہر چند کہ ہم بھی ہیں غم و رنج کشیدہ — ہم سے بہت اس دہر میں ہیں درد رسیدہ
بیٹے کا سہیں داغ وہ انفاس ہیں چیدہ — راضی بہ رضا، تابع دیں، نیک عقیدہ

بیٹا وہ چھٹے باپ سے جو تازہ جواں ہو
مشکل ہے اگر باپ نہ بے تاب و تواں ہو

(۵۳)

آسان نہیں مرنا ہے یہ اے یوسف ثانی — وہ مرگ ہے کہتے ہیں جسے مرگ جوانی
اس غم میں رسولوں کا بھی دل ہوتا ہے پانی — پر خیر کہ یہ بھی ہے سعادت کی نشانی

کیا عذر کریں تابع فرمان قضا ہیں
کیوں کر یہ کہیں بات کہ راضی بہ رضا ہیں

www.emarsiya.com

(۵۴)

جس وقت سُنا سبط پیمبر کا یہ ارشاد — خوش ہوگئے خیمے میں گئے اکبر ناشاد
ماں سے یہ کہا آپ کا گھر ہوتا ہے برباد — ہیں مستعد قتل شہ دیں ہستم ایجاد
حضرت تن تنہا ہیں بڑھے آتے ہیں اعدا
کیا عرض کروں منھ پہ چڑھے آتے ہیں اعدا

(۵۵)

آقا کی سپر کون ہو، قاسم ہیں نہ عباس — گھیرے ہیں یہ کار مدد کی بھی نہیں آس
آمادہ شہادت پہ ہیں اب آپ بصد یاس — بھائی ہیں، بھتیجے ہیں، نہ یاور ہے کوئی پاس
آلودہ بہ خون خاک پہ لاشے تو پڑے ہیں
گردن کو جھکائے ہوئے چپ آپ کھڑے ہیں

(۵۶)

تنہا پہ وہ نرغہ ہے کہ العظمت للہ — دل چور ہو، باتیں وہ سُنا جاتے ہیں گمراہ
ہم اور یہ درشتی و جہالت کے سخن واہ — افسوس کوئی دوست ہے باقی نہ ہوا خواہ
دشمن ہے ہر اک آل رسول عربی کا
اک شور ہے رہ رہ کے مبارز طلبی کا

(۵۷)

غیرت تھی جنہیں سہہ نہ سکے وہ یہ صدائیں — برداشت سے انساں کے ہیں افزوں یہ جفائیں
ہم رخصت میداں اگر اس وقت بھی پائیں — اس سخت زبانی کا مزا کچھ تو چکھائیں
عزت سے زیادہ کوئی پیارا نہیں ہوتا
ہم صاف کہیں ہم کو گوارا نہیں ہوتا

(۵۸)

اس دشت پر آفت میں خوشی ہوگئی نایاب — مرجھا گیا سارا چمن تازہ و شاداب
ہمراہ نہ حضرت کے عزیز اب ہیں نہ احباب — اس دھوپ میں کس وقت سے استادہ ہیں بے آب
شکوہ ہے نہ لب پر نہ جفاؤں کا اثر ہے
اس وقت بھی لب پر وہی رحمت کی نظر ہے

www.emarsiya.com

(۵۹)

سچ ہے ہمیں دعوائے شجاعت تھا زبانی　　تا حشر رُلائے گی بہت کچھ یہ کہا
ہیہات مٹی احمد مرسل کی نشانی　　دیکھا کریں یہ کل سے ہوا ایں جوش جوا

سہتا ہوں وہ سختی کہ کوئی سہہ نہیں سکتا
میں اس کے سوا اور تو کچھ کہہ نہیں سکتا

(۶۰)

کچھ آپ تو ارشاد کریں کیوں پھوپھی اماں　　ہم جان بچا جائیں یہی ہم کو ہے شایا
تو ایسی جوانی ہے نثار شہ ذی شاں　　حضرت پہ تصدق ہوں یہی دل کو ہے ارما

کچھ جبر کریں آپ قلق گو کے سوا ہو
کہئے بھی کہ اکبر مرے بھیا پہ فدا ہو

(۶۱)

اس وقت جو رخصت میں کیا آپ نے انکار　　فرمائیے جینا ہمیں ہو یا نہ ہو دشوار
روکیں ہمیں اماں کہ پھوپھی کب ہے سزاوار　　ہم کو تو بزرگوں سے مناسب نہیں تکرار

یہ لوگ جو سہوائیں گے، ہم دل پہ سہیں گے
اتنا کہے دیتے ہیں کہ زندہ نہ رہیں گے

زینب سے یہ بانو نے کہا با دل خوں بار　　بیٹے کی سُنی دردبھری آپ نے گفتار
سب ہم نے کیا ان کے رضا دینے میں انکار　　روکے سے جو آنسو نہ رکیں اس میں ہیں ناچار

اچھا جو گذرنی ہے گذر جائے گی ہم پر
ہوں شوق سے قرباں شہ والا کے قدم پر

(۶۲)

زینب نے کہا اے کے بلائیں گئی باری　　روکے گا تمہیں کون کرو دل کو نہ بھاری
مجبور ہیں سب اُلفت اولاد سے داری　　آگاہ نہیں تم تمہیں، تمہیں کیا قدر ہماری

یوں ہاتھ سے بیٹے کو کوئی کھو نہیں سکتا
آنسو بھی نہ بہنے لگیں یہ ہو نہیں سکتا

www.emarsiya.com

(۶۴)

اچھا مری جاں آپ بس اب مرنے کو جائیں　　صدقے ہو پھوپھی چاند سی گردن کو کٹائیں
اعدا کو ہنر اپنی شجاعت کا دکھائیں　　ماں باپ تو اس بات کی کرتے ہیں دعائیں
رہتی ہے نظر نخل کے بونے میں ثمر کی
بیٹا وہی لائق ہے فدا ہو جو پدر پر

(۶۵)

بانو نے کہا لے کے بلائیں کہ مری جاں　　مرنے سے تمہیں کوئی نہ روکے گا میں قرباں
شبّو بیٹے ہوں تم سے تو نثار شہ ذی شاں　　اک ماں پہ نہیں سمجھو تو سب پر ہے یہ احساں
لونڈی اسی گھر کی ہوں کہ مرہون عطا ہوں
حضرت پہ فدا ہوتے ہوئیں تم پہ فدا ہوں

(۶۶)

فرما کے یہ فرزند کو چھاتی سے لگایا　　منھ پھیر کے روئیں، دل محزوں جو بھر آیا
زینب نے بھی سینہ سے لگا کر یہ سنایا　　تقدیر نے بیہات یہ دن مجھ کو دکھایا
منھ کو جگر آجاتا ہے اس طرح کے غم میں
صابر رہوں یارب علی اکبر کے الم میں

(۶۷)

ہم درد رسیدوں کو بنا بندۂ شاکر　　اس مرحلۂ صعب میں رہ جائیں نہ قاصر
القصّہ کہ فریاد و فغاں روک کے آخر　　اکبر سے کہا جاؤ، خدا حافظ و ناصر
دل کو الم تشنہ دہانی ہو مبارک
پیارے تمہیں یہ مرگ جوانی ہو مبارک

(۶۸)

پایا علی اکبر نے جو پھوپھی کا اشارا　　رخصت ہوا ہر ایک سے وہ ماں باپ کا پیارا
خدام کو ڈیوڑھی سے نکلتے ہی پکارا　　لے آؤ ادھر اسپ سبک تاز ہمارا
بچھڑے ہوئے یاروں کا پتہ پاؤں سویرے
صحرائے شہادت سے گذر جاؤں سویرے

www.emarsiya.com

(۶۹)

آیا عجب انداز سے وہ اشہب طنار — سرتا بہ قدم عشوہ و خوبی ہمہ تن ناز
ہلتی ہوئی کلغی تو چمکتے ہوئے سب ساز — کہتی تھی یہ شوخی، ابھی کر جائے گا پرواز
بن بن کے قدم، اپنا اُٹھانے لگا تازی
غصہ سے لجام اپنی چبانے لگا تازی

(۷۰)

اعضا وہ گٹھے اور وہ ابلا بدن اس کا — رکھنا وہ قدم ناز سے، وہ بانکپن اس کا
بھایا جو نسیم سحری کو چلن اس کا — بوسہ لیا رُخ کا، کبھی چوما دہن اس کا
بجلی ہو جو رہوار تو سایہ کسے پائے
یہ چال جوانی کی ہے کیونکر اسے آئے

(۷۱)

وہ زین مطلا، تو چمکتے ہوئے سب ساز — چھل بل میں ادائیں تو اداؤں میں اک انداز
زیور کی طرح جتنی صفت تھی وہ خدا ساز — کس حُسن سے کنڈا کئے آتا تھا وہ طناز
رنگت وہ کہ پھولوں میں بھی اک داغ لگا دے
اڑ جائے تو بالائے ہوا باغ لگا دے

(۷۲)

گردان کے دامن کو علی اکبر جرار — کس کو کہو جاہ حشم سے ہوئے اسوار
بے چین جو تھا دیر سے وہ صاعقہ کردار — ٹھیکوں سے، اچانک سے طراروں سے سروکار
بالائے ہوا مڑنے کا موقع ہو تو مڑ جائے
ہاتھوں میں اگر غیر کے ہو باگ تو اڑ جائے

(۷۳)

آیا سوئے جنگاہ جو وہ شیر دل آرا — گھوڑے کی عناں روک کے میداں میں پکارا
مخفی ہے کدھر او، بن سعد ستم آرا — ہے مرد نہ کر گوشہ نشینی کو گوارا
ہیہات جو ظاہر نہ سپاہی کا ہنر ہو
حسرت ہے کہ یہ تیغ لہو سے ترے تر ہو

www.emarsiya.com

(۷۴)

دشمن ہوئی تیری طمع مملکت رے   یہ بھی تو سمجھ دل میں کہ دن زیست کے ہیں کئے
!! ہم ! جو ہے عمر طبیعی بھی تو کیا شئے   آجائے تو قصہ ترا دو وار میں ہو طے
فرمان ملادے کا تو پھر کیا ردوکد ہے
رویا کرے لکھے کو جو یوں تو ، تو سند ہے

(۷۵)

گر آج ہی جہنم میں کیا تجھکو نہ داصل   پھر آہ کرے غازی نہ سمجھنا مجھے جاہل
اوروں کو تہہ تیغ کروں کیا مجھے حاصل   تو آمری شمشیر قضا دم کے مقابل
بودا ہے جسے رحم نہ آئے ، ستم آئے
نامرد جو آنا ہو تو آ ، ورنہ ہم آئے

(۷۶)

کاٹھی سے نکلتی ہے میری تیغ شرر دم   فوجوں کو بھی لطف آئے گا ہو جنگ جو باہم
کم سن ہوں میں تو مرد جہاندیدہ ہے اظلم   آ دیکھ تو لے ، تو ہے قریشی ، علوی ہم
حیوان نہ بن ، سیکھ چلن آدمیوں کا
دو وار تو کھا آکے بنی ہاشمیوں کا

(۷۷)

فرماتے تھے یہ آپ کہ مغفر پہ لگا تیر   جاری ہوا خوں بازوئے اطہر پہ لگا تیر
زخمی ہوئی پُر نور جبیں سر پہ لگا تیر   ہیں ، کہہ کے جو دیکھا رُخ انور پہ لگا تیر
اس غیظ میں نعرہ بھی کئی تا بہ لب آیا
رہوار کو رانوں میں دبایا غضب آیا

(۷۸)

کس جوش سے غازی صف لشکر میں در آیا   آپ آئے کہ بھپرا ہوا اک شیر نر آیا
موت آگئی اس صف کی یہ ضیغم جدھر آیا   اس برق ایمانی کا جو چہرہ نظر آیا
غل تھا کہ بجز نقد بلا دے گی یہ بجلی
چمکے گی تو خرمن کو جلادے گی یہ بجلی

www.emarsiya.com

(۷۹)

گوری وہ کلائی وہ لچکتی ہوئی تلوار | تابندہ وہ قبضہ وہ چمکتی ہوئی تلوار
وہ شعلہ فشانی، وہ لپکتی ہوئی تلوار | کستی ہوئی رہ رہ کے دمکتی ہوئی تلوار
ہر بات فنا کن دم پیکار تھی اس کی
شیروں کا گرجنا تھا، کہ جھنکار تھی اس کی

(۸۰)

دن ان کی جوانی کے تو گھوڑا بھی پھیرا | ٹاپوں سے بنا دیتا تھا لاشہ جسے گھیرا
چمکایا کبھی، اور کبھی موڑا، کبھی پھیرا | کہتی تھی قضا بس نہیں چلتا کوئی میرا
تیزی میں سمجھتی نہیں ہیں یوں تو کسی کو
مجھ پر بھی جہاں میں سبقت ہے تو اسی کو

(۸۱)

قربان جوانی علی اکبر مہ رو | رُخ عید، شب قدر وہ اُلجھے ہوئے گیسو
دستار وہ کج آپ کی تا گوشۂ ابرو | دیتا تھا چمک برق کی، وہ چاند سا بازو
حوروں کی صدا آتی تھی یہ لال مبارک
اے شاہ یہ فرزند جواں سال مبارک

(۸۲)

جب ہاتھ اُٹھا کانپ گیا چرخ مقرنس | خنجر ہوں کہ نیزے ہوں، جو یہ خار تو وہ خس
ہر ضرب میں فی النار نظر آتے تھے تو دس | ہر مصرعۂ تن قطعہ تو ہر قطعہ مسدس
گھوڑے تھے جو بسمل وہ اضافات میں داخل
جو دور تھے گویا تھے زحافات میں داخل

(۸۳)

شکل ان کی نہ سالم، نہ سلامت رہے ارکاں | تھے قطع سر و جسم سے مخزول وہ بدایماں
تھا اثر سے اس تیغ کی ہر دم یہ نمایاں | سب وحش و بہائم کے مشاکل ہیں یہ انساں
جو ردف تھے ان کے، یہی رنگ ان کے ہوئے تھے
ہر طرح غرض قافیے تنگ ان کے ہوئے تھے

www.emarsiya.com

(۸۴)

پیش آتی تھی ہر چند بہت کم سخن سے — ہر دل میں شگاف اس کے دریدہ دہنی سے
اک جوہر نایاب تھی شفاف تنی سے — جب چاہو بلا لو لے ہیرے کی کنی سے
ریتی پہ نگوں سر وہ بد اعمال پڑے تھے
ہر قلب میں شیشے کی طرح بال پڑے تھے

(۸۵)

جھپٹے کبھی اس پہ تو کبھی اس پہ کیا وار — خالی کہیں دی زد تو بڑھایا کہیں رہوار
مارا جسے بڑھ کر مع مرکب وہ ہوا چار — خود تھم گئے، روکی کہیں تلوار پہ تلوار
زخمی کوئی میداں سے نہ پھرتا نظر آیا
منھ پر جو چڑھا صاف وہ گرتا نظر آیا

(۸۶)

پلٹے کسی جانب کو تو ٹھہرے کہیں دم کو — ہر چار طرف دیکھ لیا فوج ستم کو
خوں پونچھ کے شفاف کیا تیغ دو دم کو — زانو سے دبا کر کبھی سیدھا کیا خم کو
دیکھے صف ہیجا میں وہ اس حق کے ولی کو
جس نے کبھی گھمسان میں دیکھا ہو علی کو

(۸۷)

پرغیظ و غضب چیں بہ جبیں، قہر مجسم — سفاک جہاں، کج کلیہ و کج رخ پرخم
سلماں وش عاشق کش و افعی دم و پرسم — حیراں ہیں کہ قتال کا کیا وصف لکھیں ہم
کیوں قطع نہ ہو سلسلۂ طرز بیاں تھی
حد ہے کہ قلم ہی مرے خامے کی زباں تھی

(۸۸)

اس تیغ سے دل خوں تھا کسی کا، کوئی دل ریش — مضطر تھے، سفر تھا عدم آباد کا درپیش
اس راہ میں ٹکراتے ہوئے پھرتے تھے بد کیش — سب پر علی اکبر کی توجہ تھی کم و بیش
آپ اپنی بلاؤں میں گرفتار تھا جو تھا
چو رنگ کوئی اور مع مرکب کوئی دو تھا

www.emarsiya.com

(۸۹)

بن جائے نہ سمائے ظفر کیوں یہ دل آرا　　خود جس کو خدا نے ید قدرت سے سنوارا
چلنے میں بھی، جو ہر نظر آجاتا تھا سارا　　جیسے کہ تنک ابر میں سیار ستارا
دیکھا تھا ہمیشہ نظر پاک سے اس کو
استاد نے سادھا تھا عجب تاک سے اس کو

(۹۰)

مل جائے جہاں حافظ اطراف و جوانب　　دشمن کو کرے اس کی ہوا خاسر و غائب
ہر آن رفیق الم و رنج و مصائب　　معشوق کی معشوق، مصاحب کی مصاحب
صورت میں بل آیا، نہ خلل حسن عمل میں
جب تو علی اکبر اسے رکھتے تھے بغل میں

(۹۱)

تن پر جو ملا خون تو بنی لال بھبوکا　　سفاک تھی پہنے ہوئے تھی لال شلوکا
خوں پی لیا منھ کھول کے جس صدر و گلو کا　　پھر پھر کے کبھی اس طرف ایک پل بھی تھوکا
ریتی پہ یونہی گر کے تڑپتی رہیں لاشیں
منھ خاک پہ ملتی رہیں گھسٹتی رہیں لاشیں

(۹۲)

قدموں کے تلے دل کو مسلتی ہوئی آئی　　قبضے سے بھی دو ہاتھ نکلتی ہوئی آئی
ناگن تھی کہ بے پاؤں کے چلتی ہوئی آئی　　اک مصرعۂ برجستہ تھی ڈھلتی ہوئی آئی
لہراتی ہوئی آگئی، ڈستی ہوئی نکلی
ہر تن سے لچکتی ہوئی کستی ہوئی نکلی

(۹۳)

کھینچتا ہوا وہ ہاتھ، وہ چوٹوں کی صفائی　　الماس کی ضو جس پہ تصدق وہ کلائی
ٹھاٹھ اپنے گھرانے کا علی کی وہ لڑائی　　جی چھوٹ کے رہ جائیں وہ مانجھی ہوئی گھائی
کیونکر نہ پڑیں دل میں بھلا گھاؤ سپر کے
ہر مرتبہ اترے ہوئے تھے داؤ سپر کے

www.emarsiya.com

(۹۴)

تلوار سے گھوڑے کی بھی رفتار نہ تھی کم — ماری جسے ٹھوکر وہ ہوا خاک پہ بے دم
یوں صف پہ جھپٹ پڑتا تھا جس طرح سے ضیغم — ناپوں سے کچل جاتے تھے گر گر کے وہ اظلم
رد کا قدم اس نے بھی جہاں رُک گئی تلوار
اس صف پہ جُھکا یہ بھی جدھر جھک گئی تلوار

(۹۵)

حائل ہوں تو لشکر کی صفیں روند کے توڑے — بے چور کئے سینۂ دشمن کو نہ چھوڑے
باگ اس کی جو اسوار کسی سمت کو موڑے — پھیرے ہوئے منہ پیار سے تکتے رہیں گھوڑے
اُڑ کر یہ سبک سیر یوں ہی اوج میں جائے
تڑتا ہوا جس طرح سے گل موج میں جائے

(۹۶)

سب میں متفرد ہے، یہ ایرن ہو کہ کاوا — شاہین شکاری کا یہاں گرد ہے تاوا
تیزی کا یہ احوال ہے ان سب کے علاوہ — اک آن میں کر لیتا ہے تو کوس کا دھاوا
طوفان مچا دے گا جدھر جا کے جھکے گا
اب چل کہ یہ میدان قیامت میں رُکے گا

(۹۷)

وہ پہلے پہل جوش جوانی کی لڑائی — اک برق گری، پھر گئی جس وقت کلائی
سلجھے ہوئے وہ وار، وہ چوٹوں کی صفائی — وہ فوج تو کیا پڑ گئی عالم میں دہائی
جاری تھا عرق تن سے جو تا دیر لڑے تھے
دم لینے کو رد کے ہوئے رہوار کھڑے تھے

(۹۸)

اے فیض کے دریا مجھے شہوار گہر دے — اے کان سخا! دولت تکمیل ہنر دے
خم کھول کے افراط سے دے مجھ کو اگر دے — ساقی ابھی ساغر میں جگہ اور ہے بھر دے
چکھ چکھ کے ملے، یہ کبھی آئی نہیں دل میں
مینا میں پیوں اتنی سمائی نہیں دل میں

www.emarsiya.com

(۹۹)

اک عمر تلک آتش حسرت میں جلے ہم ساقی نہ خرابات سے دم بھر کے ٹلے ہم
رخصت ہے بس اب مل لیں جلیسوں سے گلے ہم "ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلے ہم"
ہر طرح بس اب کوچ کے ساماں ہیں ساقی
دل توڑ نہ یوں ، ہم ترے مہمان ہیں ساقی

(۱۰۰)

اب پھر کے سرا میں نہیں آنے کے مسافر کرنا نہ ہمیں سہو، خدا حافظ و ناصر
تیار سواری ہے ، اگر پاؤں ہیں قاصر اب بزم بھی آخر ہوئی ، اور ہم بھی ہیں آخر
کب سے کمریں باندھے ہے چھوٹا کہ بڑا ہے
کچھ دیر نہیں قافلہ طیار کھڑا ہے

(۱۰۱)

تھے جن پہ ہمیں ناز ، وہ مئے خوار ہوئے کیا جو اپنے تھے جانباز ، وہ مئے خوار ہوئے کیا
سب سے تھے جو ممتاز ، وہ مئے خوار ہوئے کیا آتی نہیں آواز ، وہ مئے خوار ہوئے کیا
اس میکدے میں اب کوئی دل شاد نہ ہوگا
اجڑا ہے کچھ ایسا کہ پھر آباد نہ ہوگا

(۱۰۲)

کچھ کچھ یونہی ہر روز جو دیکھا کرے بستی ظاہر ہے کہ پھر ہو چکی آباد وہ بستی
اس ملک میں ہے زیست گراں ، موت ہے سستی جب دم نہیں اعضا میں تو بے کار ہے ہستی
ساغر بھی ہے ، خم بھی ہے ، پہ وہ بات نہیں ہے
ہر سمت خرابہ ہے ، خرابات نہیں ہے

(۱۰۳)

کس طرح کی تقدیر چمن کی ہے ہمارے خوش رنگ تھے جو پھول ، وہ مرجھا گئے سارے
اس باغ کی اب نشو و نما کس کے سہارے یہ چند جو غنچے ہیں تو کئے دن کے ہیں بارے
ہیں جتنے شجر ، روپ پہ سب آئے ہوئے ہیں
ہم ہیں کہ اسی وقت سے مرجھائے ہوئے ہیں

www.emarsiya.com

(۱۰۴)

اس قوم پہ اب رحم کر اے خالق عالم — سب مردہ صفت ہو گئے باقی نہ رہا دم
طوفاں میں جہاز آ گیا، کیونکر نہ ڈریں ہم — دھڑکا ہے جو ہر دل کو، تو ہر چشم ہے پرنم
ہے سیل فنا جوش پہ جانوں کے ہیں لالے
اے نوحؑ غریباں، میرے بیڑے کو بچا لے

(۱۰۵)

رُک جانے سے یوں جنگ میں بے چین تھا ہر وار — بل کر کے اُٹھا لیتا تھا اگلے قدم اک بار
چمکار کے فرماتے تھے یوں اکبر دیں دار — پیدل جو گریزاں، تو فراری ہیں سب اسوار
ہے چند لڑائی کی گھڑی تنگ ہیں گھوڑے
یوں ان کا تعاقب جو کروں ننگ ہے گھوڑے

(۱۰۶)

کس شیر کا فرزند ہوں میں کس کا ہوں پوتا — رکتا نہ کبھی میں، جو مقابل کوئی ہوتا
عالی ہے نسب جس کا، وہ عزت نہیں کھوتا — اکبر ہوں میں کب نام بزرگوں کا ڈبوتا
جو ٹوک کے لڑتا ہے وہ جرأت کا دھنی ہے
ٹوکوں کسے، جانوں پہ وہاں آپ بنی ہے

(۱۰۷)

بھاگا ہوا لشکر جو تھما جا کے قضارا — تانے ہوئے نیزے کو بڑھا اک ستم آرا
جب بھیڑ سے نکلا تو وہیں سے یہ پکارا — کنیت ابواللیث، لقب کعب ہمارا
قائل ہوں نبی کا نہ کسی مرد ولی کا
آ چھیڑ کے رہوار جو پوتا ہے علی کا

(۱۰۸)

نامرد تھے وہ سب، تیرے آگے سے جو بھاگے — بندھ جائیں اگر ہاتھ میں کچھ بھی ہوں دھاگے
میں آ جو گیا، بخت رسا فوج کے جاگے — اک طفل ہے تو کیا، تیری ہستی مرے آگے
عالم میں بہت معرکے دیکھے ہیں سن ہوں
سر چڑھ کے جوانوں سے جو لڑتا ہے وہ جن ہوں

www.emarsiya.com

(۱۰۹)

سنتے ہی بڑھے چھیڑ کے رخش اکبر غازی — لی باگ چلا غیظ سے اڑتا ہوا تازی
شامی وہ، یہ کلی، وہ دمشقی، یہ حجازی — دونوں تھے بہادر، یہ حقیقی وہ مجازی
نکلی ہوئی آنکھیں تھیں بل آیا تھا جبیں پر
تھا کبر سے بیٹھا ہوا کج خانہ زیں پر

(۱۱۰)

اس فوج میں ایک دیو سیہ رنگ تھا بدخو — مونچھوں کے کھڑے بال سے پیوستہ تھے ابرو
افعی کی طرح تھا نگراں غیظ سے ہر سو — لٹکی ہوئی وہ ریش گھنی تا سر زانو
کیا شئے ہے اجل، یہ کبھی جانا نہیں اس نے
گردان قوی جنگ کو مانا نہیں اس نے

(۱۱۱)

پتھر تھے سب اعضائے بدن اس پہ زرہ پوش — جکڑے ہوئے چار آئینہ میں کف و بر و دوش
فطرت میں کمی، اس پہ تکبر کا الگ جوش — بے جام پئے، نشہ پندار میں مدہوش
تھا نازیہ کار کو ہاتھوں کے جو کس پر
رکھے ہوئے نیزے کی رنی گوش فرس پر

(۱۱۲)

جو وصف تھا اس میں وہ محاسن کے منافی — خاشاک رذالت سے بھرا سینۂ صافی
اے نکتہ رسو گر یہ مثالیں نہیں وافی — کج خلق تھا ایسا کہ یہی بیست ہے کافی
اللہ رے اثر طبع سلیم اپنی بگڑ جائے
مضمون جو لکھوں وصف میں اس کے تو وہ لڑ جائے

(۱۱۳)

پہونچے تھے جو دوڑا کے فرس اکبر مہ رُو — جھک آئے تھے رُخسار پہ اُڑتے ہوئے گیسو
مُردوں کو جلا دیتی تھی ان زُلفوں کی خوشبو — عِطر گل جنت کی لپٹ پھیلی تھی ہر سُو
اک وجد کا عالم تھا صبا جھوم رہی تھی
ہر مرتبہ گیسو کی گرہ چوم رہی تھی

www.emarsiya.com

۱۱۴

رخسار تھے زلفوں میں کہ تھے دو گل شاداب — جس طرح کبھی کھیت کرے باغ میں مہتاب
اس چہرۂ روشن کی عیاں ہوتی تھی جب تاب — کہتا تھا ملک فاعبرو یا اولی الالباب
اکبر کہیں ہم نے ترا ثانی نہیں دیکھا
دیکھا ہے تو یہ حسن جوانی نہیں دیکھا

(۱۱۵)

حسن رُخ یوسف جو شنیدہ تو یہ دیدہ — الحق کہ بدیدہ نہ رسد حسن شنیدہ
آنکھیں ہیں کہ دو آہوئے مشکیں ہیں رمیدہ — کس حُسن سے ابرو کی کمانیں ہیں کشیدہ
کھینچ جائیں گی جس سے وہی نخچیر ہے اُن کا
دل چھید لیا کرتے ہے جو تیر ہے اُن کا

(۱۱۶)

وہ زلف سیہ جس کا ہر اک تار ہے دلکش — مرغولہ و پیچیدہ و شب رنگ و مشوش
مشکیں و دل آرام و دلآویز و سمن وش — کس جوش سے کہتے ہیں خضرؑ، عمر دراز ش
مشکل ہے کہ خاموش بھی میں رہ نہیں سکتا
یوسفؑ تھے بنی، اس سے سوا کہہ نہیں سکتا

(۱۱۷)

اس حسن کے عالم میں ملائک ہیں نہ انساں — تصویر جوانی بنی کی ہے یہ ذی شاں
صدقے ہے اسی چاند سی صورت پہ دل و جاں — کیا صبر حسین ابن علی کا ہے میں قرباں
جو بیش بہا سب سے ہے وہ مال دیا ہے
دربار الٰہی میں کسے نذر کیا ہے

(۱۱۸)

اللہ غنی دل میں تردد ہے نہ وسواس — اس وقت بھی آتا نہیں لب پر سخن یاس
فرماتے ہیں والی مجھے کافی ہے تری آس — کچھ غم نہیں گو یاور و انصار نہیں پاس
ہلتا ہے جہاں اس سخن روح گسل سے
خالق سے دعا ہے، کبھی باتیں کبھی دل سے

www.emarsiya.com

(۱۱۹)

بڑھ آیا ہے اکبر سے جو لڑنے کو وہ پر فن ہر مرتبہ تکتے ہیں ادھر پھیر کے گردن
بیٹے کی طرف پھینکتے ہیں تیر جو دشمن فطرت سے ہیں ناچار کہ دل کرتا ہے سَن سَن
سب کچھ ہے مگر پھر کے اِدھر دیکھ رہے ہیں
رُکتی نہیں اُلفت کی نظر، دیکھ رہے ہیں

(۱۲۰)

ہر چند بھلا دیتے ہیں یاد علی اکبر رہ رہ کے مگر قلب پہ چل جاتا ہے خنجر
تسکیں ہے کہ ہے رحمت حق مونس و یاور چہرہ تو ہے بشاش پہ دل ہے متغیر
یوں مستقل اس دکھ میں بشر رہ نہیں سکتا
غم ہے کہ نہیں جلد کوئی کہہ نہیں سکتا

(۱۲۱)

القصہ وہ گھوڑے کو اُڑاتا ہوا پہونچا کس غیظ سے ہونٹوں کو چباتا ہوا پہونچا
شبدیز کو رانوں میں دباتا ہوا پہونچا تنتا ہوا نیزے کو ہلاتا ہوا پہونچا
آثار شرارت نظر آتے تھے جبیں سے
بدلے ہوئے تھا ٹھاٹھ لڑائی کا وہیں سے

(۱۲۲)

وارد ہوا جنگاہ کی حد تک جو وہ بے پیر کافر نے کماں دوش سے ترکش سے لے تیر
اکبر نے کہا جنگ میں بے کار یہ تاخیر ٹل جائے اجل سر سے کرا ایسی کوئی تدبیر
دم بھر تو ٹھہر جا مری تلوار کے منہ پر
تنکے نہ چُن۔ آ تیغ شرر بار کے منہ پر

(۱۲۴)

سُن کر یہ سخن غیظ میں آیا جو وہ پر فن پھینکے کئی تیر اس نے بڑے طیش سے سَن سَن
خود حفظ الٰہی تھا ادھر جسم کا جوشن خالی گیا یوں تیر کہ گھبرا گیا دشمن
آیا جو عرق شرم سے رخسار و جبیں پر
جھلّا کے کماں پھینک دی ظالم نے زمیں پر

www.emarsiya.com

(۱۲۹)

پھر جنگ پہ جاہل کو جو فوجوں نے اُبھارا　　کافر علی اکبر کے قریب آکے پکارا
دل کھول کے ہاں روک تو اب وار ہمارا　　کردے گا مرا گرز ترے سر کو دو پارا
دیکھے اسے گر دیو تو منھ پھاڑ کے بھاگے
لگ جائے ہوا اس کی تو چنگھاڑ کے بھاگے

(۱۳۰)

کہہ کر یہ سخن گرز گراں سر کو سنبھالا　　سمجھے جسے لوہے کا ستوں دیکھنے والا
ضرب اس کی پہاڑوں کو بھی کردے تہہ و بالا　　دستہ وہ سیہ دست نجس اس سے بھی کالا
لایا جو شقی تان کے اس گرز کو سر تک
لنگر سے لچکنے لگی گھوڑے کی کمر تک

(۱۳۱)

ٹھکرا کے فرس کو یہ پکارا وہ سیہ مست　　اک ضرب میں اس کی ابھی ہوجائے گا تو پست
ہے کوہ بلا، مارے ہے اس کی وہ زبردست　　اجزائے بدن خاک میں ہوجائیں گی پیوست
حسرت سی رہے حشر تلک روح کو مر کے
ڈھونڈھے سے بھی ٹکڑے نہ ملیں کاسۂ سر کے

(۱۳۲)

اکبر نے کہا تول کے شمشیر شرر بار　　کیا چیز ہے تو، کیا ہے ترا گرز ستم گار
طاقت ہے جہاں تک ترے بازو میں لگا وار　　کھا جاتی ہے لوہے کو کڑے منھ کی یہ تلوار
ایسا نہ ہو اس وار میں خود منھ کے بل آئے
پنجہ سے لہو، شانے سے بازو نکل آئے

(۱۳۳)

سُن کر یہ سخن غیظ میں آیا ستم آرا　　گرز اس نے قریب آکے بڑے زور سے مارا
ضرب اس کی بچائی، نہ کیا واں سے کنارا　　تلوار پہ روکا تو ہوا گرز دو پارا
رعشہ تھا خجالت کے سبب دست لعیں میں
دستہ تو رہا ہاتھ میں اور گرز زمیں میں

www.emarsiya.com

(۱۳۴)

دو اسلحے رکھتا تھا بس آپ پاس ستم گر — تھی ڈاب میں تلوار کمر بند میں خنجر
ہر بار نظر تھی کبھی اس پر کبھی اس پر — تھم جاتا تھا دونوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر
ہیبت سے لہو خشک تھا اس ضال و سفل کا
اس بیم و رجا میں عجب احوال تھا دل کا

(۱۳۵)

یوں دل کو بڑھانے لگے اس فوج کے سردار — کیا خوف ہے گر دور کے خالی گئے ہتھیار
لے میان سے، جا تول کے نزدیک سے کروار — پیاسی ہے دلیروں کے لہو کی تری تلوار
مشاق ہے تو رد و بدل سے تجھے ڈر کیا
لڑکوں سے قوی دست جوانوں کو خطر کیا

(۱۳۶)

اس پار سے صف کی پسر سعد پکارا — اے مرد جہاندیدہ یہ عزت کا ہے بارا
ہاں، اوبل نامی، تجھے کافی ہے اشارا — ہے فتح ترے ہاتھ جو اس طفل کو مارا
لڑنا تو کجا، جی سے گذر جائیں گے شبیر
اکبر کو کیا قتل تو مر جائیں گے شبیر

(۱۳۷)

اس کا سا حسیں آج زمانے میں کہاں ہے — اکبر، یہی ہم شکل رسول دو جہاں ہے
خوش رُو ہے، بہادر ہے، طرحدار جواں ہے — گھر بھر کی یہی روح، یہی باپ کی جاں ہے
یوں تو غم عباس میں خوں قلب و جگر ہے
پھر تھے تو وہ بھائی تھے، یہ مہ رُو تو پسر ہے

(۱۳۸)

دو دن سے ہے جو پیاس تو جینے سے خود تنگ — قابو نہیں اعضا پہ تو کیا اس کی بھلا جنگ
کیا زرد ہے، تو دیکھ تو چہرے کا ذرا رنگ — اس پر ہو پس و پیش، یہ ہے تیرے لئے ننگ
کیا دیر ہے، لے میان سے، مہلت نہ ذرا دے
جو دھیان ہے، اس وقت تو خاطر سے مٹا دے

www.emarsiya.com

(۱۳۹)

اکبر نے کہا ڈانٹ کے، کیا بکتا ہے واہی — اوروں کے بھروسے کہیں لڑتے ہیں سپاہی
باتیں تری دیتی ہے رذالت پہ گواہی — سچ ہے کہیں زنگی سے بھی چھوٹی ہے سیاہی
تو آپ مرے قتل میں کد کیوں نہیں کرتا
ساتھی ترا تنہا ہے، مدد کیوں نہیں کرتا

(۱۴۰)

ترغیب بن سعد سے پھر ہوش سنبھالا — سفاک نے شمشیر شرر دم کو نکالا
کافر کے پس پشت کھڑا تھا جو رسالا — ہر طرح سے ہمت تھی قوی دل تھا دوبالا
یاں دل پہ بھروسہ تھا نہ شمشیر کے اوپر
تکیہ تھا فقط مالک تقدیر کے اوپر

(۱۴۱)

ہنس کر علی اکبر نے بھی تلوار کو کھینچا — بجلی کو، بلا خیز کو، قہار کو کھینچا
قاتل کو، ادا فہم کو عیار کو کھینچا — خود بیں کو، کج اخلاق کو، خونخوار کو کھینچا
آفت تھی، ترش رُو تھی، جفا خو تھی، قضا تھی
قبضہ علی اکبر کا نہ ہوتا تو بلا تھی

(۱۴۲)

دشمن کی طرف غیظ سے تکتی ہوئی نکلی — کج بانئے سر سے لچکتی ہوئی نکلی
افعی تھی، جو نکلی تو لپکتی ہوئی نکلی — جوہر تھے طلا رنگ، دمکتی ہوئی نکلی
آنکھوں پہ قدم ناز سے رکھتی ہوئی آئی
کھوٹوں کو نگاہوں میں پرکھتی ہوئی آئی

(۱۴۳)

چنگھاڑ کے آیا سر میداں وہ سیہ رو — اک بار برسنے لگا کھل کھل کے جفا جو
اس درجہ تھے ظالم کے قریب اکبر مہ رُو — تلوار پہونچ جاتی تھی تا گوشۂ ابرو
ضرب اس نے لگائی، کبھی رُخ پر کبھی سر پر
شانے پہ کبھی وار کیا گاہ کمر پر

www.emarsiya.com

(۱۴۴)

خالی گئی سب ضرب تو دل ہوگیا تھوڑا گھوڑے کی خطا جان کے کرنے لگے کوڑا
اُڑتا تھا کبھی اور کبھی مڑ جاتا تھا گھوڑا گہہ رانوں سے دابا، کبھی باگوں سے جھنجھوڑا
مضحک تھیں وہ آنکھیں بھی وہ چہرہ بھی جبیں بھی
ہنستا تھا شقی پر علی اکبر سا حسیں بھی

(۱۴۵)

تھی جنگ جو آخر تو نہ تھا اس کو محابا جھلا گیا ہونٹوں کو عجب غیظ سے چابا
رانوں میں ذرا اکبر مہ رُونے جو دابا تھا سر پہ ستم گار کے اسپ دور کا بہ
پہلے تو پئے قتل شقی جُھک گئے اکبر
یاد آئی چچا کی جو دغا رُک گئے اکبر

(۱۴۶)

آیا تھا جو لڑنے کے لئے اک یل غدار پھینکا تھا اسے تان کے عباس نے اک بار
یہ سوچ کے پکڑی کمر نحس ستم گار پھر ڈٹ کے کیا، نعرۂ یا حیدر کرار
یا جوش میں تھا غیظ سے آمادہ دغا پر
یا دانت نکالے تھا شقی دوش ہوا پر

(۱۴۷)

ہتھیار گرے جاتے تھے کھل کھل کے زمیں پر جوشن تھا کہیں خاک پہ غلطاں کہیں بکتر
آہن سے بھی ہر عضو شقی کا تھا گراں تر یوں کفر میں کچھ کم نہیں شیطان کا لنگر
ابلیس کا چیلا ہو کہ شاگرد کسی کا
تھا سلسلہ ملتا ہوا، مرحب سے اسی کا

(۱۴۸)

یوں تن کے پھرا اسی شیر دلا در نے پکارا لشکر میں کہاں ہے، بن سعد ستم آرا
دیکھ آکے شقی زور خداداد ہمارا کٹتی ہے کمر بیچ سے ہوتا ہے دوبارا
دابے ہے اسے موت شکنجے سے بچالے
طاقت ہے تو آ، شیر کے پنجے سے بچالے

www.emarsiya.com

(۱۴۹)

جد ہے وہ مرا جس نے اکھاڑا در خیبر　　پتے کے طرح پھینک دیا تان کے وہ در
کب اس کی کرے قدر سیہ رو تیرا لشکر　　صد شکر کہ ہے ختم یہ طاقت اسی گھر پر
کچھ قید نہیں سن کی وہ چھوٹے کہ بڑے ہیں
شیروں کی طرح شیر کے بچے ہی لڑے ہیں

(۱۵۰)

سجدہ میں ادھر خاک پہ تھے سید ذی شاں　　بیٹے کی صدا سن کے نظر کی سوئے میداں
فرمایا کہ اس دھوپ میں یہ زور مری جاں　　بڑھ جائے نہ پیاس، اور پدر تم پہ ہو قرباں
فاقے سے ہو بیٹا، عرق آیا ہے جبیں پر
تو بہ نہیں کرتا اسے پھینکو بھی زمیں پر

(۱۵۱)

اس حکم کے سنتے ہی اسے خاک پہ مارا　　بھاری تھا شقی وہ طبقہ ہل گیا سارا
گھوڑے کو بھی ٹھوکر جو لگی اس کی قضارا　　وہ بھی جو گرا، پس گیا نیچے ستم آرا
اسوار تھا پہلے اسی رہوار کے اوپر
اب تھا وہی رہوار اس اسوار کے اوپر

(۱۵۲)

دوڑا کے فرس تیغ کا ترچھا جو کیا وار　　تن کاٹ کے غدار کا تلوار تھی اس پار
دو ہو گئے اس طرح سے جب مرکب و اسوار　　نکلی وہ زمیں کاٹ کے کستی ہوئی تلوار
گہ دامن زیں سے تو کبھی یال سے پوچھا
قبضہ کا لہو، گوشۂ رومال سے پوچھا

(۱۵۳)

افلاک و زمیں کانپ گئے خوف سے تھر تھر　　پانی تھا سرکوہ پہ، چھلکا یہ سمندر
اجزائے دروں پھینک دیئے خاک نے باہر　　خوش ہو کے لک الحمد کہا منھ سے مکرر
پھر رو کے یہ فرمایا کہ احسان خدا کا
ہرنے پہ جھکے شکر کیا رب علا کا

www.emarsiya.com

(۱۵۴)

جھکنا تھا کہ لشکر سے ہوئی تیر کی بوچھار   سینے سے کئی ناوک بیداد ہوئے پار
بازو جو چھوا، چھوٹ گئی ہاتھ سے تلوار   تیغیں جو پڑیں ہوگئے گھوڑے پہ نگوں سار
یہ دیکھ کے ہر چار طرف چھا گئے ناری
اس نورالٰہی کے قریب آ گئے ناری

(۱۵۵)

سنبھلا بھی نہ تھا گھوڑے پہ وہ گیسوؤں والا   پہلو پہ لگایا کسی بے درد نے بھالا
کیا شیر غضب ناک تھا وہ ناز کا پالا   خود موانڈ پکڑ کر اسے چھاتی سے نکالا
ہوگی یہ شجاعت نہ سن میں نہ جواں میں
کھینچا تو جگر کے کئی ٹکڑے تھے سناں میں

(۱۵۶)

سر پر کسی بے رحم نے گرز آکے جو مارا   افسوس ہوا تا بہ جبیں سر بھی دوپارا
غش آگیا، دل کو نہ رہا ضبط کا یارا   چونکے جو ذرا، باپ کو اس طرح پکارا
سر چُور ہے، چھاتی مری تیروں سے چھلنی ہے
جلد آیئے بابا کہ مرے دم پہ بنی ہے

(۱۵۷)

جلد آیئے بابا، مری جاں آپ پہ قرباں   اب دم ہے فقط آنکھ میں اے سید ذی شاں
محروم زیارت سے نہ رہ جائے یہ بے جاں   جلد آیئے بابا، کوئی ساعت کا ہوں مہماں
جو دل میں کدورت ہے وہ دھو جائے گی بابا
مرتے ہوئے تسکیں مری ہوجائے گی بابا

(۱۵۸)

یہ کہہ کے گرا خاک پہ شبیر کا جایا   زخموں میں جچھی ریت تو دم ہونٹوں پہ آیا
پہلو کو جو دیکھا تو سخن لب پہ یہ لایا   ظالم نے اچانک میں بڑا وار لگایا
آنے کی اگر راہ یہاں پائیں گے بابا
دیکھیں گے جو یہ زخم تو مرجائیں گے بابا

www.emarsiya.com

(۱۵۹)

اے خالق برحق ہو ترا اور یہ احسان — لے جائیں نہ لاشہ مرا گھر میں شہ ذی شان
صابر تو بہت ہیں مگر آتا ہے یہی دھیان — اس زخم کو دیکھیں گی تو مر جائیں گی اماں
واقف دہی کچھ خوب ہیں جو ان پہ تعب ہے
اس زخم کو دیکھیں پھوپھی اماں تو غضب ہے

(۱۶۰)

بیٹے کی صدا سُن کے ہوا دل تہہ و بالا — کھینچے ہوئے تلوار چلے سید والا
اٹھا جو دھواں آنکھوں میں دن ہو گیا کالا — ہمراہ نہ یاور نہ کوئی پوچھنے والا
یوں رہگذر عشق میں مشکل تو بڑی ہے
ان راہوں میں یہ راہ مگر سب سے کڑی ہے

(۱۶۱)

لٹتے ہوئے لشکر کو ہٹاتے ہوئے آئے — رہوار کو پونی پہ لگاتے ہوئے آئے
دل سے غم دنیا کو مٹاتے ہوئے آئے — فرزند کو آواز سناتے ہوئے آئے
سر چُور، بدن چاک، کئی زخم گلو میں
ڈوبا ہوا وہ چاند ملا اپنے لہو میں

(۱۶۲)

رہ رہ کے جو تڑپا تھا زمیں پر وہ دل آرا — زخمی وہ بدن ریت میں آلودہ تھا سارا
آنکھوں میں بصارت تھی نہ گویائی کا یارا — مظلوم نے جھک جھک کے کئی بار پکارا
آواز پدر سن کے سفر کر گئے اکبر
کس یاس سے حضرت نے کہا مر گئے اکبر

(۱۶۳)

دم بھر میں جو یوں مر گیا، وہ گیسوؤں والا — صابر نے بہ مشکل جگر و دل کو سنبھالا
لاشے کو اُٹھا کر جو چلے سید والا — چل جاتا تھا رہ رہ کے دل پاک پہ بھالا
بہتا تھا بہ افراط جو خون زخم گلو سے
جسم آپ کا تر تھا، علی اکبر کے لہو سے

www.emarsiya.com

(۱۶۴)

خیمے کے جو نزدیک وہ بحرِ شرف آیا — لاشوں کے قریں لاشۂ اکبر کو لٹایا
زخموں کو جو دیکھا تو کہا شکر خدایا — داخل ہوئے خیمے میں تو کلمہ یہ سنایا
نعمت ہے مصیبت بھی اگر حق کی عطا ہے
اے آلِ نبی شکر کرو شکر کی جا ہے

(۱۶۵)

زینب نے کہا کانپ کے اے عرش کے تارے — اے فاطمہ کے لال پیمبر کے دُلارے
کیا ہے غمِ تازہ کوئی، قربان تمہارے — حضرت نے کہا ہاں، بہن اکبر بھی سدھارے
دنیا سے گئے باپ کو آواز سنا کر
لاش ان کی اُٹھا لائے ہیں میداں میں جا کر

(۱۶۶)

سُن کر یہ سخن کانپ گئی زینبِ پُر غم — سر اپنا جھکائے یوں ہی بیٹھی رہی بے دم
اللہ، غنی بانوئے ناشاد کا عالم — منھ زرد تھا، بہتا تھا لہو، آنکھوں سے پیہم
لب بند تھے ظاہر میں، پہ دل حرفِ فغاں تھا
اس وقت خموشی میں بھی ماتم کا سماں تھا

(۱۶۷)

بھر آیا جو دل غم سے تو زینب یہ پکاری — صدقے یہ پھوپھی جرأت و ہمت کے تمہاری
تھرا کے کہا بانوئے مضطر نے میں واری — سینہ وہ کہاں چاند سا اور زخم وہ کاری
پیٹوں گی نہ روؤں گی نہ فریاد کروں گی
مر جاؤں گی یہ واقعہ جب یاد کروں گی

(۱۶۸)

بس شاد کہ مغموم بہت طبعِ رسا ہے — کیا جس کا بھروسہ تھا، اسی کی یہ سزا ہے
سمجھے تھے کہ تکمیل کوئی حب شفا ہے — اب تجربہ کرنے پہ کھلا کچھ نہیں کیا ہے
دنیا کا یہی رنگ ہے، چارا نہیں کوئی
سب کے ہوئے ہم آج، ہمارا نہیں کوئی

۱۰ مئی ۱۹۱۴ء
گیارہ بجے دن شاد

www.emarsiya.com